سوال

مہر کی ادائیگی بیوی کے ذمہ والی شادی کا حکم

جواب

ند:

ئیگی خاوند پر بیوی کا حق ہے، یہ مہر خاوند اپنی بیوی کو ادا کریگا نہ کہ بیوی اپنے خاوند کو، کتاب و سنت اور اجماع امت میں اس کے بہت دلائل پائے جاتے ہیں جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں :

ر سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

اور تم عورتوں کو ان کے مہر راضی خوشی ادا کرو، اگر وہ عورتیں اپنی مرضی سے مہر کا کچھ حصہ تمہیں ہبہ کر دیں تو پھر تم اسے ہنسی خوشی کھاؤ النساء (4).

م طبری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں :

اللہ سبحانہ و تعالی کے اسے بیان کرنے کا معنی یہ ہے کہ تم عورتوں کو ان کے مہر ادا کرو یہ عطیہ واجب اور فرض اور لازم ہے " انتہی

بر (45527) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

لیے یہ شرط لگانا جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کا مہر بیوی یا اس کے ولی سے حاصل کریگا، بلکہ ایسی شرط لگانا باطل طریقہ سے مال کھانا اور ہڑپ کرنا کہلائیگا.

گائے اور نکاح ہو جائے تو جمہور اہل علم کے ہاں یہ نکاح صحیح ہوگا، اور خاوند کچھ نہ کچھ مہر ضرور ادا کریگا، چاہے وہ فوری طور پر ادا کرے یا بعد میں، اور اسے مہر نہ دینے کی شرط لگانے سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ بعض اہل علم کے ہاں اس صورت میں نکاح صحیح نہیں ہوگا، اور اگر نکاح کے وقت خاوند خاموش

م (50) اور المغنی ابن قدامۃ (72/7) کا مطالعہ کریں.

ل میں ہم ایسی شرط لگانے کی حرمت اور شرعی مخالفت ہونے کے متعلق علماء کرام کی کلام نقل کرتے ہیں :

بن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مصنف ابن ابی شیبۃ میں یحیی بن بشیر سے روایت کیا ہے کہ :

رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک ایسی عورت کے متعلق فتوی دیا جس نے ایسے شخص سے شادی کی جس نے شرط رکھی تھی کہ بیوی مہر ادا کریگی اور علیحدگی اور طلاق کا مسئلہ بھی بیوی کے ہاتھ میں ہوگا، اور جماع و مباشرت بھی بیوی کے ہاتھ ہوگی.

الی اس شخص سے کہنے لگے : تو نے سنت کی مخالفت کی اور معاملہ کو اس کے سپرد کیا جو اس کی اہلیت ہی نہیں رکھتا، آپ کو مہر ادا کرنا ہوگی، اور جماع و علیحدگی اور طلاق تیرے ہاتھ میں ہے کیونکہ سنت یہی ہے.

ور ابن ابی شیبہ نے حسن سے بھی روایت کیا ہے کہ :

" عورتوں کا حق نہیں کہ وہ مردوں کو مہر ادا کرتی پھریں "

بۃ (427/3).

2 رابطہ عالم اسلامی کے ادارہ اسلامی فقہ اکیڈمی (1425/10/15 الموافق 2004/11/28) لڑکی والوں کا لڑکے کو رقم اور جہیز ادا کرنے کے فیصلہ میں درج ہے :

مدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ :

تا...

ں بارہ میں اکیڈمی کے فیصلہ میں درج ہے :

م :

کرتی ہے کہ اگرچہ یہ شادی اس اعتبار سے شرعی شادی کے مخالف ہے، لیکن یہ شادی صحیح ہے اور جمہور علماء کرام کے ہاں اسے معتبر شمار کیا جائیگا، صرف چند ایک علماء کرام نے اس شادی کو مہر نہ دینے کی شرط ہونے کی حالت میں صحیح تسلیم نہیں کیا.

سے پیدا ہونے والی اولاد شرعی ہوگی اور وہ اپنے ماں باپ کی طرف منسوب کی جائیگی، علماء کرام کے اجماع کے مطابق یہ نسبت شرعی اور صحیح ہے، حتی کہ ان علماء کے ہاں بھی جو اس نکاح کو صحیح تسلیم نہیں بھی کرتے وہ بھی اسے شرعی نسبت تسلیم کرتے ہیں، انہوں نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے کہ مذکورہ

م :

فیصلہ کرتی ہے کہ : یہ بہت بری عادت اور قبیح بدعت کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء کے اجماع کے مخالف ہے، اور اسی طرح سب زمانوں میں مسلمانوں کے عمل کے بھی خلاف ہے.

ب اللہ میں اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

اور تم عورتوں کو ان کے مہر راضی و خوشی ادا کرو النساء (4).

ر ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے :

تم پر کوئی گناہ نہیں جب تم انہیں مہر ادا کر کے ان سے نکاح کر لو الممتحنۃ (10).

ایک مقام پر اللہ رب العزت کا فرمان ہے :

اس لیے جن سے تم فائدہ اٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر ادا کرو النساء (24) .

ے علاوہ اور بہت ساری آیات ہیں، اور احادیث میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل اور تقریر سے مہر کی مشروعیت ثابت ہے .

د احمد اور ابوداود میں جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ر کوئی شخص کسی عورت کو دونوں ہاتھ بھر کر غلہ مہر میں دے تو وہ عورت اس کے لیے حلال ہوگی .

سول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، اور رہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فعل تو صحیح مسلم وغیرہ دوسری سنن کی کتابوں میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے حدیث مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا"

سول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل تھا، اور آپ کی تقریر کی دلیل صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث میں پائی جاتی ہے :

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ ان کے لباس پر زرد رنگ کے نشانات دیکھے تو فرمایا : یہ کیا ؟

نے جواب دیا : میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے اور اسے کھجور کی ایک گٹھلی جتنا سونا مہر دیا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالی آپ کو برکت عطا فرمائے "

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر ہے کہ آپ نے عبدالرحمن کو مہر دینے پر روکا نہیں، جو کہ مسلمانوں کا اجماع اور الحمد للہ مسلمانوں کا ہر دور میں ہر جگہ اس پر عمل بھی رہا ہے .

ا یہ فیصلہ ہے کہ : خاوند اپنی بیوی کو مہر ضرور ادا کریگا چاہے وہ فوری طور پر ادا کرے یا پھر بعد میں، یا کچھ فوری طور پر ادا کر دے اور کچھ بعد میں، لیکن بعد میں حقیقتاً ادا کرنا ہوگا یہ نہیں کہ لکھا دے اور ادائیگی کا ارادہ ہی نہ ہو، بلکہ جب آسانی ہو باقی مانندہ مہر ادا کرے .

ر خاوند کا اپنی بیوی سے شادی کرنا حرام ہے اکیڈمی یہ نصیحت کرتی ہے کہ مہر کم رکھنا اور اس میں آسانی پیدا کرنا، اور نکاح میں آسانی کرنا سنت ہے، اس لیے نکاح اور شادی کے اخراجات میں کمی کرتے ہوئے زیادہ اخراجات سے احتراز کیا جائے اور فضول خرچی نہ کی جائے کیونکہ فضول خرچی میں بہت سارے

م :

ڈیا وغیرہ کے علماء کرام اور ذمہ داران حضرات سے اپیل کرتی ہے وہ اس غلط اور بری عادت کے خلاف جنگ کریں، اور اسے اپنے ملک سے ختم کرنے کی جدوجہد اور کوشش کریں کیونکہ یہ عادت آسمانی شریعت اور عقل سلیم اور نظر مستقیم کی مخالف ہے .

م :

دت شریعت مطہرہ کے مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ عورتوں کے لیے بھی واضح نقصاندہ ہے، اس عادت کے ہوتے ہوئے تو نوجوان صرف اسی لڑکی سے شادی کریں گے جس کے گھر والے یا پھر لڑکی انہیں مہر ادا کریگی اور صرف مالدار لڑکیوں سے شادی کریں جس کے نتیجہ میں غریب اور مسکین لڑکیاں بغیر

طرح تو شادی مالی لالچ اور غرض بن کر رہ جائیگی اور اچھی اور دین والی لڑکی اور لڑکا اختیار کرنے کی بنیاد پر قائم نہیں رہے گی، جیسا کہ آج یورپی ممالک میں دیکھا جا رہا ہے غریب لڑکی اپنی جوانی مال کمانے میں ضائع کر دیتی ہے تا کہ وہ مال جمع کر کے مردوں کو اپنی طرف راغب کر کے شادی کر سکے .

ن اسلام نے تو عورت کو عزت و تکریم سے نوازا اور اسے گھر میں ٹک کر رہنے کا حکم دیا ہے کہ اس کے سارے اخراجات اور نان و نفقہ خاوند کے ذمہ واجب کیا ہے، جو شخص عورت سے شادی کرنے کی رغبت رکھتا ہو وہ عورت کو مہر بھی ادا کریگا اور پھر اس کے سارے اخراجات اور رہائش وغیرہ بھی مہیا کر۔

ں طرح غریب و مسکین لڑکیوں کی شادی کا دروازہ بھی کھل گیا کیونکہ وہ تھوڑا سا مہر بھی قبول کر لیتی ہیں اس طرح فقیر اور غریب مردوں کے لیے بھی شادی میں آسانی ہو جائیگی اور عورت سے شادی کرنے میں کامیابی حاصل کریں گے .

اللہ سبحانہ و تعالی ہی توفیق نصیب کرنے والا ہے "انتہی

3 انڈین اسلامی فقہ اکیڈمی کے فیصلہ نمبر (56)(13/5) میں اسی بری عادت کے متعلق درج ذیل بیان آیا ہے :

ملماء ہند اور عرب ممالک کے علماء جو ندوہ کے اجلاس میں شریک ہوئے وہ محسوس کرتے ہیں کہ شادی کے وقت عقد نکاح میں جو مال بیوی یا اس کے اولیاء سے طلب کرتا ہے اور یہاں یہ رواج بن چکا ہے اور خطرناک صورت حال اختیار کر چکا ہے کہ اس وقت نکاح بہت مشکل بن چکا ہے حالانکہ شریعت اسا

ست ساری بالغ لڑکیاں جہیز نہ ہونے کے سبب شادی کے بغیر جوانی گزار دیتی ہیں، جس کے معاشرے میں بہت برے نتائج پیدا ہو رہے ہیں اور اخلاق بگاڑ پیدا ہو رہا ہے جسے شمار ہی نہیں کیا جا سکتا، ان نتائج کو دیکھتے ہوئے ندوہ درج ذیل فیصلہ کرتا ہے :

ں :

نسانی ضرورت ہے، اور دین اسلام نے اسے آسان بنایا اور نکاح کرنے کی رغبت دلائی ہے، لیکن بہت سارے لوگوں نے شریعت اسلامیہ کی مخالفت کرتے ہوئے جہیز اور اسراف و فضول خرچی کے ساتھ نکاح کو مشکل اور زیادہ اخراجات والا بنا کر رکھ دیا ہے جو کہ صریحاً احکام اسلامی کی مخالفت ہے اور بہت

م :

ت رائج جہیز قطعی طور پر حرام ہے، اور شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اجازت نہیں .

م :

، نہ تو بیوی اور نہ ہی اس کے اولیاء پر کوئی خرچ اور بوجھ ڈالا ہے کہ شادی کے وقت وہ خاوند کو کچھ ادا کرے، بلکہ بیوی کا مہر اور اس کا نان و نفقہ بھی خاوند کے ذمہ واجب کیا ہے، اس لیے کسی بھی قسم کا بیوی اور اس کے اولیاء پر مالی بوجھ ڈالنا جائز نہیں .

م :

کا مالی حق ہے، اور خاوند کو جتنی جلد ہو سکے مہر کی ادائیگی کرنی چاہیے .

م :

ۃ شادی کے وقت اس کے والدین اور رشتہ دار جو سامان اور اشیاء دیتے ہیں یا خاوند کے رشتہ داروں کی جانب سے اسے جو تحفے تحائف دیے جاتے ہیں وہ خالص بیوی کا مالی حق اور ملکیت ہیں، خاوند یا اس کے گھر والوں کے لیے اسے اپنی ملکیت میں لینا یا واپس لے لینے یا اسے استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں،

: دین اسلام میں حرام ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے مہر کی ادائیگی کا مطالبہ کرے ... لیکن اگر آپ کے لیے اس کے بغیر اپنی بہن کی شادی کرنا ممکن نہ ہو تو آپ اس پر مجبور ہیں، ان شاء اللہ اس صورت میں آپ پر کوئی گناہ نہیں ہوگا .

سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اچھی اور بہتر طرح دین کی طرف واپس لائے .

واللہ اعلم

اسلام سوال وجواب

150813